فضائل ماہ رجب ۔۔۔۔ حقیقت کے آئینے میں

تحریر:- فضیلۃ الشیخ فیصل بن علی البعدانی
ترجمہ:- مولانا حبیب الرحمان خلیق۔ مدرس جامعہ سلفیہ

محترم قارئین کرام! یہ امت علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتسلیم جب تک نیکی کو پھیلاتی رہے گی اور برائی سے روکتی رہے گی، دوسرے لفظوں میں ''امر بالمعروف'' اور ''نہی عن المنکر'' کا فریضہ انجام دیتی رہے گی۔ خیر الامم کہلائے گی۔ دعوت حقہ کی ضرورت تو اگرچہ ہر زمانے میں رہی ہے۔ لیکن اس پر فتن دور میں یہ فریضہ پہلے سے کہیں زیادہ توجہ کا طالب ہے۔ کوئی ملک، کوئی شہر، کوئی خطہ ارض ایسا نہیں جہاں بدعات و منکرات منہ کھولے حق کو نگلنے کی کوشش میں اپنی مکمل توانائی و طاقت کے ساتھ میدان عمل میں موجود نہ ہوں۔ کہیں یہ مرزائیت کی شکل میں، کہیں پرویزیت (فتنہ انکار حدیث) کی صورت میں، کہیں مسیحت و صیہونیت کے پیرائے میں، کہیں بہائیت و اسماعیلیت کے لباس میں، کہیں گوہر شاہی کے خوبصورت اسلامی اوور کوٹ کے سانچے میں ضلالت و ظلمت کے پھن پھیلائے اسلام کے چہرے کو بگاڑنے کے لئے کوشاں ہیں۔

سادہ مسلمان ان فتنوں کی زبردست زد میں ہیں، خصوصاً جہاں کہیں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر یہ کوشش کی جارہی ہو وہاں بہت جلد محنت و خلوص سے شمولیت اختیار کر لیتا ہے۔ فی زمانہ اسلام کے نام بے شمار بدعات و منکرات رائج ہو چکی ہیں جن پر عمل پیرا ہونے کو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت تصور کیا جاتا ہے۔ جن میں سے ایک ماہ رجب میں متعدد بدعات و رسومات کا رواج پاتا ہے۔ جنہیں اب بدعت سمجھا ہی نہیں جاتا۔ حالانکہ ماہ رجب کی اگر کوئی فضیلت و منقبت کتاب و سنت میں وارد ہوتی تو زمانہ خیر القرون میں اسے کبھی بھی مخفی نہ رکھا جاتا۔ سو معلوم ہوا کہ رجب کے مہینہ میں جو بھی رسومات پھیلی ہوئی ہیں ان کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں، خصوصاً ''کونڈوں کے ختم'' کا اہتمام کرنا قطعاً غیر شرعی عمل ہے۔ یہ مضمون اس سلسلہ کا ہے۔ صاحب مضمون نے مدلل اس کا بطلان کیا ہے۔ امید ہے ہر صاحب عقل و فہم پڑھنے کے بعد اپنے ذہن میں ایک صحیح نظریہ قائم کرے گا اور دوسروں کی اصلاح کا سبب بھی بنے گا۔ انشاء اللہ (مترجم)

اللہ رب العزت نے کچھ شب و روز کو دوسروں پر اپنی وسیع تر حکمت کے پیش نظر فوقیت عطا فرمائی ہے تاکہ نیکی کے متلاشی حضرات اعمال صالحہ میں مزید کوشش کر سکیں۔

لیکن:

شیاطین، خواہ وہ جنوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے لوگوں کو نیکی سے روکنے کے لئے ہر گھات میں بیٹھے رہتے ہیں تاکہ ایسے متلاشیان حق اور خیر کے مابین حائل ہو جائیں اور لوگوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ ایسے فضل و رحمت والے ایام لہو و لعب اور مزے اڑانے کے لئے ہوتے ہیں۔

اور کچھ دوسری جماعتوں کو ترغیب دلاتے رہتے ہیں خواہ ان کی نیت اچھی ہی ہو، لیکن دینی احکام میں ان پر جہالت غالب ہوتی ہے یا پھر دینی و دنیاوی مصلحتوں کے چھن جانے کے پیش نظر، خیر و سنت کے ایسے مواقع تبدیل کر کے اپنی بدعات کو رائج کرتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے کوئی حجت و برہان نازل نہیں کی۔

جیسا کہ حسان بن عطیہ کا قول ہے:

ما ابتدع قوم بدعة في دينهم الا نزع الله من سنتهم

مثلها' ولا يعيدها اليهم الى يوم القيامة.

ترجمہ:- جب کسی قوم نے اپنے مذہب میں کوئی بدعت رائج کی' اللہ تعالیٰ ان سے اس جیسی کوئی سنت اٹھالے گا' (اور پھر) اسے قیامت تک واپس نہیں لائے گا۔

بلکہ ایوب السختیانی نے تو یہ کہا کہ:

ماز داد صاحب بدعة اجتها دا الازاد من الله بعدا.

ترجمہ:- بدعتی' بدعت کے اپنانے میں جتنی محنت کرتا ہے وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے۔

اور بدعت کے ممکنہ اہم ترین مواقع میں سے جس کا بعض لوگ بے شمار ممالک میں ارتکاب کرتے ہیں وہ ماہ رجب ہے۔ اس مضمون میں لوگوں کے کچھ انہی اعمال کا ذکر کرتے ہوئے شرعی دلائل اور اس ضمن میں علماء کرام کی آراء بیان کروں گا' جس سے صرف نصیحت اور امت کی خیر خواہی مقصود ہے۔ شائد اسی سے ہدایت سے بند دلوں کے دریچوں کو وا کیا جا سکے اور بدعات کی تاریکیوں سے بند کانوں اور آنکھوں کو کھولا جا سکے۔

کیا ماہ رجب دوسرے مہینوں سے افضل ہے؟

علامہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ترجمہ:- ماہ رجب کی فضیلت اس کے خاص ایام کے روزے یا کسی مخصوص رات کے قیام سے متعلق کوئی ایسی صحیح حدیث موجود نہیں ہے جو قابل حجت ہو۔ اسی طرح مجھ سے قبل حافظ ابو اسماعیل الہروی نے ایسی ہی پختہ بات بیان کی ہے' جسے ہم نے ان سے اور ان کے سوا بھی صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے!

مزید فرماتے ہیں:

ترجمہ:- ماہ رجب کی فضیلت یا اس کے روزے یا بعض مخصوص ایام کے روزوں سے متعلق جو احادیث صریحہ وارد ہوئی ہیں' ان کی دو قسمیں ہیں۔ ضعف اور موضوع۔ جہاں ہم ضعف روایات کو بیان کریں گے وہاں موضوعات روایات کی جانب بھی اشارہ کرتے جائیں گے۔ پھر انہوں نے وہ روایات ذکر کی ہیں۔

صلاۃ الرغائب

1- طریقہ: صلاۃ الرغائب کا طریقہ ایک موضوع حدیث میں وارد ہے جو حضرت انسؓ کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

ترجمہ:- جو کوئی شخص جمعرات "یعنی رجب کی پہلی جمعرات کو روزہ رکھے پھر عشاء اور جمعہ کی رات بارہ رکعت نماز ادا کرے' ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ ایک مرتبہ' سورۃ القدر تین مرتبہ اور سورۃ اخلاص بارہ مرتبہ پڑھے' ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر لے۔ جب نماز سے فارغ ہو تو پھر ستر مرتبہ درود پڑھے۔ اپنے سجدوں میں 70 مرتبہ سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح پڑھے پھر سجدے سے اٹھ کر 70 مرتبہ "رب اغفر و ارحم و تجاوز عما تعلم انک انت العزیز الاعظم" اے میرے رب بخش و رحم فرما اور جو تیرے علم میں ہے درگزر فرما پڑھے' پھر دوسرا سجدہ کرلے وہی پڑھے جو پہلے سجدہ میں پڑھا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت بیان کرے۔ تو وہ پوری کی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' کوئی مرد و زن جو اس نماز کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ خواہ وہ سمندر کی جھاگ' ریت کے ذرات' پہاڑوں کے وزن اور درختوں کے پتوں کے برابر ہوں' اور روز قیامت اپنے اہل خانہ کے 700 وہ افراد جن پر دوزخ واجب ہو چکی ہو گی ان کے حق میں سفارش کرے۔

اہل علم کی آراء

☆امام نوویؒ فرماتے ہیں:

یہ قبیح اور سخت ناپسندیدہ بدعت ہے اور منکرات پر مشتمل ہے' اس کو ترک کرنا' اس سے اعراض کرنا' اس کے کرنے والے کو روکنا ایک طے شدہ امر ہے۔

☆ابن نحاسؒ کہتے ہیں:

یہ بدعت ہے اور اس ضمن میں وارد شدہ حدیث' محدثین کرام کے نزدیک بالاتفاق موضوع ہے۔

☆ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

صلاۃ الرغائب بے بنیاد ہے۔ بلکہ یہ (دین میں) نئی چیز ہے۔ یہ انفرادی اور باجماعت (ہر دو حالت میں) ناپسندیدہ عمل ہے۔

☆ صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی رات قیام اور جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے اور وہ اثر جس میں اس کا ذکر ہے وہ باتفاق علماء جھوٹ اور موضوع ہے جسے نہ سلف میں سے کسی نے نہ ہی اور ائمہ کرام نے ذکر کیا۔

تاریخی حیثیت

طرطوسی نے اس کی تاریخی حیثیت یوں بیان کی ہے:

مجھے ابو محمد المقدسی نے بیان کیا ہے کہ ہمارے ہاں رجب اور شعبان میں صلاۃ الرغائب کے نام سے بیت المقدس میں پڑھی جانے والی نماز معروف نہ تھی۔ اسے سب سے پہلے 448ھ میں ایجاد کیا گیا' جبکہ ہمارے ہاں بیت المقدس میں ایک آدمی نابلس سے آیا جس کا نام ابن ابی الحمراء تھا وہ اچھی تلاوت کرتا تھا' جس نے پندرھویں شعبان کو بیت المقدس میں نماز ادا کرنا شروع کر دی۔ حتیٰ کہ انہوں نے کہا: رجب کی نماز ہمارے ہاں بیت المقدس میں 480ھ کے بعد ایجاد ہوئی اور ہم نے اس سے قبل نہ دیکھی اور نہ سنی تھی۔

اس کی ایجاد کے من گھڑت ہونے کے بارے میں مندرجہ ذیل مشاہیر نے عزم و جزم کا اظہار کیا ہے:

☆ ابن الجوزی نے الموضوعات میں۔

☆ الحافظ ابو الخطاب اور ابو شامہ نے۔

☆ ابن الحاج نے۔ اور ابن رجب نے ابو اسماعیل الانصاری' ابو بکر السمعانی اور ابو الفضل بن ناصر سے روایت کیا ہے۔

☆ اور اس کے علاوہ مزید دوسرے افاضل سے بھی منقول تھے۔

عوام کی ترغیب کے لئے نماز کا حکم

ابو شامہ کا قول ہے کہ مجھے ائمہ مساجد سے ملنے کا موقع ملا ان سب سے کئی ایک نے کہا ہے کہ وہ اس نماز کو صرف عوام کے ساتھ عوام میں ترغیب دلانے کی خاطر پڑھتے ہیں تاکہ یہ مسجد ان کے ہاتھ سے نہ چھن جائے۔ مزید طرفہ تماشا یہ ہے کہ وہ اس نماز کو سچی نیت کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے قیام کی خاطر ادا نہیں کرتے ہیں' اب اگر اس بدعت میں کسی اور پہلو کو در خور اعتنا نہ بھی سمجھا جائے تو یہی کچھ کافی ہے۔ سو کوئی شخص بھی اس نماز پر یقین رکھے اور اسے اچھا جانے تو وہ اسے اس مرتبہ پر پہنچانے کا سبب بنے گا' عوام میں ان کے ایسے عقیدہ کی ترغیب کا موجب ہوگا جو بدعت کی طرف لے جانے والا ہے' اور اسی وجہ سے وہ شریعت میں ایک باطل چیز داخل کرنے کا سبب بنیں گے۔ اگر ہر سال اس کی حقیقت ان پر آشکارا ہو جائے تو یقیناً اسے ترک کر دیں۔ لیکن ایسا کرنے سے بدعات کے موجد اور ان سے محبت کرنے والوں کی ریاست کے محلات زمین بوس ہو جائیں گے۔ واللہ والموفق۔

اہل کتاب کے سرداروں کو ان کی ریاست کے زوال کا خوف ہی اسلام قبول کرنے سے مانع تھا انہیں کے متعلق تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی:

فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عنداللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم ممایکسون۔ (البقرہ: ۷۹)

ترجمہ:- سو ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو کتاب کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے کہ اس سے تھوڑی قیمت حاصل کریں' تو ان کے لئے ہلاکت ہے جو ان کے ہاتھوں نے لکھا اور ان کیلئے ہلاکت ہے جو اس سے کماتے ہیں۔

اسراء و معراج

آنحضرت ﷺ کے معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ آپ کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک رات کے وقت سفر پھر سات آسمانوں اور ان سے مافوق کی جانب تشریف لے جانا ہے بعض ممالک میں رجب کی **(27)** ستائیسویں شب کو اس کی یاد میں محافل منعقد کی جاتی ہیں۔ شب معراج کے سلسلہ میں ایسی کوئی بات درست نہیں ہے۔ ابن حجرؒ نے ابن دحیہ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے:

وذکر بعض القصاص ان الاسراء کان فی رجب قال و ذلک کذب۔

ترجمہ:- بعض قصہ گو لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اسراء ماہ رجب میں ہوا جو کہ جھوٹ ہے۔

ابن رجب کہتے ہیں:

وروی باسناد لایصح عن القاسم بن محمد ان الاسراء بالنبی ﷺ کان فی سابع و عشرین من رجب' وانکر ذلک ابراہیم الحربی وغیرہ

ایک ضعیف سند سے قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ اسراء رجب کی ستائیسویں کو ہوا۔ ابراہیم الحربی وغیرہ نے اس کا انکار کیا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے:

لم یقم دلیل معلوم لا علیٰ شھرھا' ولا علی عشرھا و لا علیٰ عینھا۔ بل النقول فی ذلک منقطعۃ مختلفۃ لیس فیھا ما

بتطع۔

ترجمہ: ... متعلق نہ ہی اس کی ...

نہ ہی اس کی خصوصیت پر کوئی دلیل موجود ہے بلکہ اس سے متعلق نقلی دلائل اختلافی اور منقطع ہیں۔ ان میں سے کوئی ایسا نہیں جس کو قطعیت حاصل ہو۔

اس بناء پر اگر اسراء و معراج کی رات کی تعیین ثابت بھی ہو جائے تو اس کی شرعی خصوصیت کیونکر حاصل ہو گی اس لئے کہ نہ ہی آنحضرت ﷺ سے، نہ ہی آپ کے صحابہ کرام سے اور نہ ہی تابعین عظام سے اس سلسلہ میں کچھ ثابت ہے کہ جنہوں نے اسراء کی رات کو دوسری راتوں سے خاص کیا ہو، چہ جائے کہ اس کی یاد میں محافل منعقد کی جائیں، اور اس پر مستزاد یہ کہ ان میں بدعات و منکرات کو بھی شامل کیا جائے۔

رجب میں ذبح کرنا

اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر عام دوسرے مہینوں کی طرح رجب میں ذبح کرنا منع نہیں ہے، لیکن جاہلیت میں ماہ رجب میں جو ذبح کرتے تھے اسے "عتیرہ" کہتے تھے۔ اہل علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے، اکثریت کی رائے میں اسلام نے اس کو باطل قرار دیا ہے۔ کیونکہ شیخین نے حضرت ابو ہریرۃؓ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان روایت کیا ہے۔ "لا فرع ولا عتیرہ" نہ فرع ہے عتیرہ۔ "فرع" جانور کا پہلا بچہ جو بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے، "عتیرہ" وہ جانور جو رجب میں ذبح کیا جائے اور اسے "رجبیہ" بھی کہتے ہیں اور بعض ابن سیرین جیسے اس کے استحباب کی طرف گئے ہیں جنہوں نے جواز میں متعدد احادیث پیش کی ہیں اور ان کے جواب میں حضرت ابوہریرہؓ والی مذکورہ ... حدیث پیش کی گئی ہے کہ وہاں سے زیادہ صحیح اور مضبوط ہے عمل ان کی بجائے اس حدیث پر ہو گا بلکہ بعض ابن المنذر جیسے نے اسے ناسخ کہا ہے۔ کیونکہ حضرت ابوہریرہؓ نے تاخیر سے اسلام قبول کیا ہے کہ ابتدائے اسلام میں تو جائز تھا پھر منسوخ ہو گیا اور یہی مسلک راجح ہے۔

حضرت حسن کہتے ہیں کہ اسلام میں "عتیرہ" نہیں ہے، عتیرہ تو جاہلیت میں تھا ان میں کوئی روزہ رکھتا تھا اور ذبح کرتا تھا۔ ابن رجب کہتے ہیں، رجب میں ذبح کرنا تو اسے خاص موسم سمجھنا اور عید منانا ہے۔ جیسا مٹھائیاں اور اس سے ملی جلی چیزیں کھانا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے وہ ناپسند کرتے تھے کہ رجب کو بطور (سالانہ) عید کے منایا جائے۔

رجب کو روزے سے خاص کرنا

ابن رجب کہتے ہیں کہ رجب میں خاص طور سے روزوں کی فضیلت کے بارہ میں آنحضرت ﷺ اور نہ ہی صحابہ کرام سے کچھ ثابت ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ خاص طور پر رجب کے روزے سے متعلق تمام احادیث ضعیف بلکہ موضوع ہیں۔ اہل علم ان میں سے کسی ایک پر اعتماد نہیں کرتے اور یہ وہ ضعیف بھی نہیں ہیں جو فضائل میں روایت کی جاسکتی ہوں بلکہ ان میں سے اکثر و بیشتر جھوٹی اور موضوع ہیں۔ سنن ابن ماجہ میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ:

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صوم رجب.

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، اس کی سند محل نظر ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ بن الخطاب سے بروایت صحیح مروی ہے کہ وہ لوگوں کے ہاتھوں پر مارا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ رجب میں کھانا کھائیں اور فرماتے تھے:

لا تشبهوه رمضان.

اس کو رمضان کا مشابہ مت کرو۔

اور ماہ رجب میں خاص کر روزوں کی فضیلت وارد نہیں ہوئی ہے۔ اس کا مفہوم نفلی روزہ کی نفی نہیں ہے اس ماہ میں اور اس کے علاوہ منقول ہیں جیسا کہ سوموار اور جمعرات کے دن کا روزہ رکھنا اور دوسرے دن چھوڑنا۔ لیکن اس میں روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ جیسا کہ طرطوشی نے ذکر کیا ہے جو تین وجوہات میں سے کسی ایک وجہ سے ہو:

(۱) جب مسلمان اسے ہر سال شریعت سے نابلد لوگوں کی طرح خاص کرلیں اور ظاہر کریں کہ اس کے روزے بھی رمضان کی طرح فرض ہیں۔

(۲) اس عقیدے سے روزہ رکھنا کہ یہ آنحضرت ﷺ سے دوسری مستقل سنتوں کی طرح باقاعدہ سنت سے ثابت ہے۔

(۳) یہ عقیدہ رکھنا کہ اس میں خصوصی روزہ باقی تمام مہینوں سے اجر و ثواب میں بڑھ کر ہے اور وہ عاشوراء کے قائم مقام ہے اگر یہ صورت ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واضح فرماتے یا عمل سے ظاہر فرماتے، اگرچہ عمر میں ایک ہی مرتبہ ہوتا سو اگر ایسا نہیں تو یہ خصوصی فضائل باطل ہیں۔

رجب میں عمرہ

بعض لوگ رجب میں عمرہ کرنے کو بڑی اہمیت دیتے ہیں یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ اس ماہ میں عمرہ خصوصیت کا حامل ہے حالانکہ یہ بے اصل چیز ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اعتمرار بع عمرات احداهن فی رجب' قالت (عائشة) يرحم الله ابا عبدالرحمن ما اعتمر عمرة الا وهوا شاهده' و ما اعتمر فی رجب قط.

ترجمہ:۔کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے ہیں ایک ان میں سے رجب میں تھا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمان پر رحم کرے' آپ نے کوئی عمرہ نہیں کیا مگر وہ خود اس میں حاضر تھے' آپ نے کوئی عمرہ قطعاً رجب میں نہیں کیا۔

ابن العطار کہتے ہیں:

اهل مكه (زادها الله تشریفا) سے مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ماہ رجب میں کثرت سے عمرہ کرنا ان کی عادت ہے اور میں اسے بے بنیاد سمجھتا ہوں۔

عمرہ ادا کرنے کا بہترین وقت

سماحۃ الشیخ العلام عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

”عمرہ ادا کرنے کا بہترین وقت ماہ رمضان المبارک ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے:

عمرة فی رمضان تعدل حجة

رمضان المبارک میں عمرہ حج کے برابر ہے۔ پھر اس کے بعد ماہ ذوالقعدہ میں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمرہ جات ذوالقعدہ میں ادا کئے ہیں اور ارشاد ربانی ہے:

لقد كان لكم فی رسول الله اسوة حسنة .

کہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں بہترین نمونہ ہے۔(احزاب:۲۱)

رجب میں زکوٰۃ

بعض لوگ رجب کو زکوٰۃ کا مہینہ خیال کرتے ہیں اور اس میں زکوٰۃ ادا کرنے کے عادی ہیں۔اس سے متعلق ابن رجب کہتے ہیں۔ اس کی سنت میں کوئی حقیقت نہیں اور نہ ہی سلف سے یہ منقول ہے۔ البتہ جب تکمیل نصاب ہو اور سال گزر جائے تو زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے اور ہر شخص کے سال کی تکمیل اس کے حسب الحال نصاب کے پورا ہونے کے بعد ہوتی ہے تو جب سال مکمل ہوگا اسی ماہ زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہو گی۔ نیز کسی بابرکت وقت سے مزید اجر کے حصول کے لئے قبل از وقت زکوٰۃ کی ادائیگی بھی ممکن ہے۔

مثلاً ماہ رمضان یا ضرورت مند کوئی مستحق شخص مل جائے جس طرح کے تمام سال ملنا ممکن ہو تو قبل از وقت درست ہے۔

ابن العطار کہتے ہیں فی زمانہ لوگوں کا اپنے سرمایہ سے زکوٰۃ کی ادائیگی رجب کے علاوہ کسی اور وقت نہ کرنا بے اصل و بے بنیاد ہے بلکہ شریعت میں حکم ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی بشرط تکمیل سال رجب یا اس کے علاوہ کسی بھی ماہ برابر ہے۔

رجب میں کوئی اہم واقعہ رونما نہیں ہوا

ابن رجب کہتے ہیں کہ بیان کیا جاتا ہے کہ ماہ رجب میں بڑے اہم واقعات رونما ہوئے ہیں' حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے۔ روایت کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ رجب کی پہلی تاریخ کو پیدا ہوئے اور اس ماہ کی ستائیسویں تاریخ کو آپ کو نبوت ملی۔ کسی نے کہا پچیس تاریخ کو ملی۔ حالانکہ یہ بات بالکل درست نہیں ہے۔

کچھ واعظین کی ایک انوکھی طرز

ہمارے ہاں کچھ مبلغین و واعظین کئی اقسام کی موسمی بدعات پر عمل پیرا ہیں۔ جیسا کہ بدعات رجب' باوجود اس کے کہ انہیں یقین ہے کہ ان کہ شریعت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس خوف سے کہ لوگوں کی عبادات میں توجہ کم ہوجائے گی سو جس عبادت کو بھی وہ اپنائے ہوئے ہیں انہیں اس پر چھوڑ دیا جائے۔

باوجودیکہ بدعت شرک کے بعد خطرناک ترین گناہوں میں سے ہے۔ تبلیغ کا یہ انوکھا رخ اور تبدیلی کا ایسا خطرناک طریقہ ہے جو نبی اکرم ﷺ کے طریقہ کے سراسر مخالف ہے۔ ضروری یہ ہے کہ لوگوں کو ایسی خالص سنت کی جانب دعوت دی جائے جس میں صرف اس پر ہی استقامت اختیار کی جائے۔ امام ثوریؒ فرماتے ہیں کہ فقہا کہا کرتے ہیں۔

قول بغیر عمل کے پختہ نہیں ہو سکتا

اور نہ ہی قول و عمل بغیر نیت کے مضبوط ہو سکتا ہے اور نہ ہی قول و عمل اور نیت میں سنت کی موافقت کے بغیر استقامت ہو سکتی ہے۔

ان واعظین کی یہ ذمہ داری تھی کہ سنت کو سیکھتے اور سکھاتے' اسے پہلے اپنے اوپر پھر دوسروں پر اس کو نافذ کرتے' اس لئے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد.

ترجمہ۔ جس کسی نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہ ہو وہ مسترد ہے۔

اور ابوالعالیہ نے جب اپنے بعض ساتھیوں سے کہا تھا کہ:

اسلام سیکھو' جب سیکھ لو تو اس سے منہ نہ پھیرو اور سیدھے راستے کو لازم پکڑو اس لئے کہ صراط مستقیم "اسلام" ہی ہے۔ صراط مستقیم سے دائیں بائیں انحراف مت کرو' اپنے نبی کی سنت کو محکم پکڑو اور ان اہل خواہش سے بچو جو آپس میں بغض و عداوت کا باعث ہیں اور اس سے قبل حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

یا معشر القراء استقیموا فقد سبقتم سبقا بعیدا' لئن اخذتم یمیناً و شمالا لقد ضللتم ضلالا بعیدا.

ترجمہ:- اے قراء کی جماعت سیدھے چلو تم بہت ہی سبقت کر چکے ہو اور اگر تم نے دائیں بائیں دیکھا تو بہت ہی گمراہ ہو جاؤ گے۔

بالآخر

یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ آج مبلغین واعظین اور ان کے ساتھ امت اسلامیہ دونوں ہی اس بات کے پابند ہیں کہ ہر معاملہ رسول اللہ ﷺ کی سچی تابعداری کریں۔ بعینہ جس طرح وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص و اطاعت میں پابند ہیں۔ اگر وہ اپنے تئیں نجات کا اور اپنے دین کی نصرت و اعزاز کا ... رکھتے ہوں اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرك بعبادة ربه احدا. (الکهف: ۱۱۰)

ترجمہ:- تو جو کوئی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو رکھتا ہے اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔ مزید فرمایا:

ولینصرن الله من ینصره ان الله لقوی عزیز. (الجمعه: ۴۰)

ترجمہ:- جو اللہ تعالیٰ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا غلبے والا ہے۔

وفق الله الجمیع للخیر وهو الهادی الی سبیل الرشاد.

کیا قرآن صرف علماء کے سمجھنے کے لئے ہے؟

مسلمانوں کا ایک گروہ یہ خیال کرتا ہے کہ قرآن صرف علماء کے سمجھنے کیلئے ہے' رہے عوام تو بزرگوں کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھ لینا ان کے لئے کافی ہے' مگر یہ خیال نہ صرف غلط' بے بنیاد اور قرآن کی روشنی سے لوگوں کی محرومی کا باعث ہے بلکہ ان کو بزرگ پرستی میں مبتلا کرنے کا سبب بھی۔

کون نہیں جانتا کہ قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہی اقراء سے ہوا ہے جس کے معنی ہیں پڑھ اور پڑھنے سے مراد قرآن ہی کا پڑھنا ہے' نیز اس میں سمجھ کر پڑھنے کا مفہوم بھی شامل ہے' کیونکہ قرآن ایک مقصدی کتاب ہے جس کے سمجھے بغیر کس طرح اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے گا؟ پڑھنے کا یہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ہر شخص کو ہے جس تک قرآن پہنچا دیا گیا ہے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم' خواص میں سے ہو یا عوام میں سے' اور عالم ہو یا غیر عالم' اس میں کسی کی کوئی تخصیص نہیں۔

قرآن تو اپنے نزول کا مقصد ہی لعلکم تنقون (تاکہ تم سمجھو) بتاتا ہے' اس لئے یہ خیال کرنا کہ اس کتاب کو صرف علماء ہی سمجھ سکتے ہیں سراسر غلط ہے۔ قرآن اپنے عام فہم ہونے کی خود صراحت کرتا ہے: ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر۔۔۔ سورہ قمر: ۱۷ (اور ہم نے قرآن کو آسان بنایا نصیحت کیلئے' تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟) (مولانا شمس تبریز خان)